1.سکول کالجوں میں غیر حاضریوں پر مالی جرمانہ (روپوں کی شکل میں) لیا جاتا ہے ، کیا یہ جائز ہے ؟ 2.اگر اس جرمانے سے انعامات خرید کر ان میں سے جو امتحانات میں کامیاب ہوتے ہوں تو انکو دیا جائے تو اس کا کیا حکم ہے ؟ 3.اسی طرح ٹریفک کے قوانین اور دیگر قوانین

جرمانہ لگایا جاتا ہے ، اسکا کیا حکم ہے ؟ اور اگر امام اعظمؒ کے مطابق جب جائز نہیں تو پھر تادیب کیسے کیا جائے قوانین کی خلاف ورزیوں والوں کو ((بعض لوگ یہ اشکال کرتے ہیں پھر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

(۱)۔۔۔واضح رہے کہ فقہی اعتبار سے کسی پر مالی جرمانہ عائد کرنا جائز نہیں ہے۔لہذا طلباء کی غیر حاضری یا کسی اور وجہ سے بطورِ سزا اُن پر مالی جرمانہ عائد کرنا جائز نہیں، اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

لما في الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٤/ ٦١)

مَطْلَبٌ فِي التَّعْزِيرِ بِأَخْذِ الْمَالِ (قَوْلُهُ لَا بِأَخْذِ مَالٍ فِي الْمَذْهَبِ) قَالَ فِي الْفَتْحِ: وَعَنْ أَبِي يُوسُفَ يَجُوزُ التَّعْزِيرُ لِلسُّلْطَانِ بِأَخْذِ الْمَالِ. وَعِنْدَهُمَا وَبَاقِي الْأَئِمَّةِ لَا يَجُوزُ. اهـ. وَمِثْلُهُ فِي الْمِعْرَاجِ، وَظَاهِرُهُ أَنَّ ذَلِكَ رِوَايَةٌ ضَعِيفَةٌ عَنْ أَبِي يُوسُفَ. قَالَ فِي الشُّرُنْبُلَالِيَّةِ: وَلَا يُفْتَى بِهَذَا لِمَا فِيهِ مِنْ تَسْلِيطِ الظَّلَمَةِ عَلَى أَخْذِ مَالِ النَّاسِ فَيَأْكُلُونَهُ اهـ وَمِثْلُهُ فِي شَرْحِ الْوَهْبَانِيَّةِ عَنْ ابْنِ وَهْبَانَ (قَوْلُهُ وَفِيهِ إلَخْ) أَيْ فِي الْبَحْرِ، حَيْثُ قَالَ: وَأَفَادَ فِي الْبَزَّازِيَّةِ أَنَّ مَعْنَى التَّعْزِيرِ بِأَخْذِ الْمَالِ عَلَى الْقَوْلِ بِهِ إمْسَاكُ شَيْءٍ مِنْ مَالِهِ عَنْهُ مُدَّةً لِيَنْزَجِرَ ثُمَّ يُعِيدُهُ الْحَاكِمُ إلَيْهِ، لَا أَنْ يَأْخُذَهُ الْحَاكِمُ لِنَفْسِهِ أَوْ لِبَيْتِ الْمَالِ كَمَا يَتَوَهَّمُهُ الظَّلَمَةُ إذْ لَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ مِنْ الْمُسْلِمِينَ أَخْذُ مَالِ أَحَدٍ بِغَيْرِ سَبَبٍ شَرْعِيٍّ.وَفِي الْمُجْتَبَى لَمْ يَذْكُرْ كَيْفِيَّةَ الْأَخْذِ وَأَرَى أَنْ يَأْخُذَهَا فَيُمْسِكَهَا، فَإِنْ أَيِسَ مِنْ تَوْبَتِهِ يَصْرِفُهَا إلَى مَا يَرَى. وَفِي شَرْحِ الْآثَارِ: التَّعْزِيرُ بِالْمَالِ كَانَ فِي ابْتِدَاءِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَ. اهـ. وَالْحَاصِلُ أَنَّ الْمَذْهَبَ عَدَمُ التَّعْزِيرِ بِأَخْذِ الْمَالِ، وَسَيَذْكُرُ الشَّارِحُ فِي الْكَفَالَةِ عَنْ الطَّرَسُوسِيِّ أَنَّ مُصَادَرَةَ السُّلْطَانِ لِأَرْبَابِ الْأَمْوَالِ لَا تَجُوزُ إلَّا لِعُمَّالِ بَيْتِ الْمَالِ: أَيْ إذَا كَانَ يَرُدُّهُ لِبَيْتِ الْمَالِ

(۲)۔۔۔صورتِ مسئولہ میں یہ رقم طلباء کی ملکیت ہے، اور اُس رقم کا انہیں واپس کرنا ضروری ہے۔ لہذا یہ رقم کسی اور کو دینا کسی بھی طرح جائز نہیں، اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔ البتہ اسکول والے امتحان میں کامیاب ہونے والے طلباء کو اپنے ادارہ کے فنڈ سے انعام دینا چاہے تو مضائقہ نہیں، بلکہ اچھی بات ہے۔

(۳)۔۔۔ ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کی صورت میں اگر ٹریفک پولیس چالان کر دے تو اس چالان کو ادا کرنا قانوناً ضروری ہے۔ اور جہاں تک آپ کے اشکال کا تعلق ہے تو واضح رہے کہ فقہاءِ احناف نے مالی تعزیر کو ناجائز فرمایا ہے، البتہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے ایک روایت اور بعض فقہاء رحمہم اللہ کے مذہب کے مطابق مالی جرمانہ وصول کرنے کی گنجائش ہے اور امام ابو یوسف کی روایت کی تشریح بعض فقہاءِ کرام نے یہ فرمائی ہے کہ سلطان اور حاکم مجرم سے جرمانہ وقتی طور پر ازراہِ دھمکی اپنے پاس روک لے، تاکہ مجرم اپنے جرم سے باز آجائے، پھر جب وہ تائب ہو جائے تو وہ وصول کیا ہوا جرمانہ اس کو واپس کر دیا جائے، البتہ اگر توبہ سے ناامید ہو جائے تو اس کو جہاں چاہے خرچ کر سکتا ہے، جبکہ بعض فقہاء

جاری ہے۔۔۔

کرام رحمہم اللہ نے اس قول کو مطلق ذکر کیا ہے کہ حاکم اور سلطان مالی جرمانہ وصول کر کے بیت المال میں ڈال سکتا ہے، بہر حال "تعزیر بالمال" امر مجتہد فیہ ہے اور اس قسم کے مسائل میں اگر قاضی شرع خلافِ مذہب فیصلہ کر دے تو وہ قضاءً نافذ ہو جاتا ہے، لہٰذا واقعی انتظامی مصلحت کے پیشِ نظر اگر حکومت تعزیر بالمال کا فیصلہ کر دے تو یہ فیصلہ قضاءً نافذ ہو جائے گا۔ (ماخذہ التبویب: ۱۸۳۱/۴) کیونکہ ریاست کو ولایتِ عامہ حاصل ہوتی ہے۔ لیکن دیگر افراد یا نجی اداروں کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

لما في البحر الرائق، دارالكتاب الاسلامي – (٥ / ٤٤)

وقد قيل روي عن أبي يوسف أن التعزير من السلطان بأخذ المال جائز كذا في الظهيرية وفي الخلاصة سمعت عن ثقة أن التعزير بأخذ المال إن رأى القاضي ذلك أو الوالي جاز ومن جملة ذلك رجل لا يحضر الجماعة يجوز تعزيره بأخذ المال اهـ.وأفاد في البزازية أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيء من ماله عنه مدة لينزجر ثم يعيده الحاكم إليه لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي وفي المجتبى لم يذكر كيفية الأخذ وأرى أن يأخذها فيمسكها فإن أيس من توبته يصرفها إلى ما يرى وفي شرح الآثار التعزير بالمال كان في ابتداء الإسلام ثم نسخ.

وفي معين الحكام – لعلاء الدين الطرابلسي الحنفي (ص: ١٩٥)

يَجُوزُ التَّعْزِيرُ بِأَخْذِ الْمَالِ وَهُوَ مَذْهَبُ أَبِي يُوسُفَ وَبِهِ قَالَ مَالِكٌ، وَمَنْ قَالَ: إنَّ الْعُقُوبَةَ الْمَالِيَّةَ مَنْسُوخَةٌ فَقَدْ غَلِطَ عَلَى مَذَاهِبِ الْأَئِمَّةِ نَقْلًا وَاسْتِدْلَالًا وَلَيْسَ بِسَهْلٍ دَعْوَى نَسْخِهَا.وَفِعْلُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ وَأَكَابِرِ الصَّحَابَةِ لَهَا بَعْدَ مَوْتِهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – مُبْطِلٌ لِدَعْوَى نَسْخِهَا، وَالْمُدَّعُونَ لِلنَّسْخِ لَيْسَ مَعَهُمْ سُنَّةٌ وَلَا إجْمَاعٌ يُصَحِّحُ دَعْوَاهُمْ إلَّا أَنْ يَقُولَ أَحَدُهُمْ: مَذْهَبُ أَصْحَابِنَا لَا يَجُوزُ، فَمَذْهَبُ أَصْحَابِهِ عِنْدَهُ عِيَارٌ عَلَى الْقَبُولِ وَالرَّدِّ.

وفى لسان الحكام – (١ / ٤٠١)

قال المصنف رحمه الله سمعت من ثقة أن التعزير بأخذ المال إن رأى القاضي أو الولي جاز ومن جملة ذلك رجل لا يحضر الجماعة يجوز تعزيره بأخذ المال---والله سبحانه وتعالى أعلم

عادل ایوب عفی عنہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۹ رجمادی الاخری ۱۴۳۹ھ
18 / مارچ / 2018ء

الجواب صحیح
شاہ محمد تفضل علی
۱۴۳۹/۷/۲

الجواب صحیح
اصغر محمود یوسف عفا اللہ
مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۹ رجمادی الاخری ۱۴۳۹ھ
18 / مارچ / 2018ء

الجواب صحیح
عبد المعطی
۱۴۳۹/۷/۲

الجواب صحیح
سید ابراہیم عیسیٰ
۱۴۳۹-۷-۲